از قلم حافظ محمد عمار خان ناصر

مسیحی مشنریوں کی گمراہ کن سرگرمیاں

اور

مسلم علماء اور دینی اداروں کی ذمہ داری

برصغیر میں فرنگی استعمار کے تسلط کے دوران عیسائی تبلیغی مشنریوں کا اس خطہ میں سرگرم عمل ہونا کسی سے مخفی نہیں ہے۔ پادری فنڈر نے جو کہ ایک امریکن نژاد کیتھولک پادری تھا ان مشنریوں کی تحریک میں خصوصی کردار سرانجام دیا۔ مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے ساتھ اس پادری کا زبردست مناظرہ ہوا جس میں اس نے بائبل میں تحریف وغیرہ کا اقرار مجمع عام کے سامنے کر لیا۔ لیکن عیسائی مشنریوں نے اپنے اس سنہری دور میں اہم کامیابیاں حاصل کیں اور اس طرح انگریز اپنے اصل مقصد کو پورا کرنے کے لیے اپنی پروردہ عیسائی مشنریوں کے قدم برصغیر میں جما کر چلا گیا۔ ان مشنریوں کی تبلیغ کے مختلف طریقہ کار ہیں جن میں سے ایک مؤثر ذریعہ "بائبل کارسپانڈنس سکولز" کے عنوان سے بائبل کی تشریح و توضیح پر مبنی لٹریچر عوام الناس تک پہنچانے کا ہے۔ اس ذریعہ سے آدمی کو آہستہ آہستہ گمراہی کی طرف دھکیلا جاتا ہے اور سادہ لوح اور دین سے بے بہرہ لوگ گمراہی کے اس عمیق گڑھے میں گرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ہندوستان میں ان سکولز اور اداروں کی کارکردگی کے بارے میں ڈاکٹر اے ایم شرگن رقم طراز ہیں:۔

"ایک اور کوشش جو بہت سے ممالک میں لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہی ہے وہ بائبل کارسپانڈنس کورس ہیں۔ ہندوستان میں یہ طریقہ اخباروں کے ذریعہ بشارتی کام سے شروع ہوا۔ اس کے اخبار "ہندو" اور دہلی کے اخبار "ہندوستان ٹائمز" میں مختلف مضامین اور اشتہار دیے گئے اور جن میں مذہب کے متعلق سوالات درج تھے اور مسیحیت کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ لکھا گیا اور پڑھنے والوں کو دعوت دی گئی کہ اگر وہ اس کے بارے میں کچھ اور دریافت کرنا چاہتے ہوں تو بائبل کارسپانڈنس کورس میں شامل ہو جائیں۔ "ہندوستان ٹائمز" میں ایڈیٹر کے متعلق ایک اعلان کی وجہ سے ایک سو عرضیاں ان لوگوں کو وصول ہوئیں جو اس کورس میں شامل ہونا چاہتے تھے۔ ولور (VILOR) میں ڈاکٹر سٹینلے جونس کی میٹنگوں کے بعد ۴۵۰ درخواستیں وصول ہوئیں۔ یہ تحریک پھیلی اور زور پکڑتی گئی یہاں تک کہ اب یہ کورس ہندوستان اور سری لنکا میں تقریباً نو (۹) زبانوں میں دیے جاتے ہیں۔ جنوبی ہندوستان کی کلیسا کے بشپ نیوبیگن (Neo Bagan) لکھتے ہیں کہ مجھے کئی بائبل کارسپانڈنس کورسوں کے بارے میں علم ہے۔ ان میں سے ایک کے تقریباً بارہ ہزار ممبر ہوں گے۔ یہ کورس بہت احتیاط سے تیار کیے جاتے ہیں اور اکثر اوقات مکمل ہونے کے لیے کئی کئی مہینے لگ جاتے ہیں۔ اگر کوئی طالب علم محض تجسس کی وجہ سے یہ کورس

شروع کرے تو وہ اکثر اسے پورا نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ یہ تمام کورس ختم کر لے تو اس کی زندگی پر ضرور ایک گہرا اثر پڑے گا۔ ایسے ایک طالب علم نے حال ہی میں ہمیں لکھا ہے: "میں ہندو تھا لیکن اب خداوند یسوع مسیح پر ایمان لے آیا ہوں اور بپتسمہ پا لیا ہے۔" ایک اور چٹھی میں ایک ہائی سکول کے لڑکے نے کچھ اور کتابیں منگوائیں اور لکھا کہ امتحان ختم ہونے کے بعد میں ذاتی طور پر لکھنا چاہتا ہوں: "یہ کورس بالکل ہی بائبل سے لیے گئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ لوگوں کی توجہ انجیل کی طرف لگانے کا بہترین ذریعہ ہیں۔"

(بشارت عالم میں بائبل کا درجہ
مصنفہ اے ایم شرگولڈ، مترجمہ مسز کے۔ ایل۔ ناصر
مطبوعہ ۱۹۵٦ء صفحہ ۲۰۹، صفحہ ۲۱۰)

پاکستان میں کم و بیش پندرہ بائبل سکول اپنے تمام تر اشاعتی و تبلیغی وسائل و ذرائع کے ساتھ مصروف العمل ہیں ان کے سنٹرز یہ ہیں:-

- فیصل آباد — ایک سکول
- لاہور — چار سکول
- کراچی — ایک سکول
- ڈیرہ غازی خان — ایک سکول
- ڈیرہ اسمٰعیل خان — ایک سکول
- ملتان — ایک سکول
- شکارپور — ایک سکول
- راولپنڈی — ایک سکول
- ایبٹ آباد — ایک سکول
- لاڑکانہ — ایک سکول
- میرپور — ایک سکول

اخبار میں اشتہار دیا جاتا ہے کہ توریت زبور اور صحائف الانبیاء کا مطالعہ کیجیئے" اور کبھی "صحت و حیات" کے عنوان سے اشتہار ہوتا ہے۔ سادہ لوح قارئین میں بعض تو سرے ہی سے ان ناموں سے ناواقف ہوتے ہیں اور بعض جنکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتب فلاں فلاں نبی پر نازل ہوئی تھیں وہ تجسس و تعجب کے ساتھ ساتھ "بائبل سکول" کو ایک علمی و تبلیغی" ادارہ سمجھتے ہوئے فوراً لٹریچر طلب کرتے ہیں۔ لٹریچر میں انتہائی ذہانت سے صرف تبلیغی انداز روا رکھا جاتا ہے۔ بعض مختلف فیہ مسائل مثلاً "اسمٰعیل کی قربانی" توراۃ وغیرہ کے بارے میں نظریہ" کا کھل کر اظہار نہیں کیا جاتا۔ ویسے بھی یہ ایسے مسائل ہیں جن سے عوام عموماً ناواقف ہوتے ہیں۔ چنانچہ قاری اور طالب علم یک طرفہ معلومات کے باعث لٹریچر کی تعلیم پوری طرح "راسخ" ہو جاتا ہے۔ خوبصورت اسناد اور عمدہ کتابیں بطور انعام حاصل کرنے والا طالب علم "جال" میں پھنس جاتا ہے۔ "انجیل" اور "بائبل" عطا کرنے کے خوشنما وعدے تجسس کے مارے قاری کو کسی اور کام کا نہیں چھوڑتے۔ یہ بات واضح طور پر دیکھنے میں آئی ہے کہ مسلم عوام تو ہے ایک طرف بعض علماء بھی بائبل کے بارے میں بڑے تجسس اور شوق کا شکار رہتے ہیں اور بلا وجہ بائبل کو اہمیت دیتے نظر آتے ہیں۔ ایسا شوق و ذوق عیسائیوں میں کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ عیسائیت کے مطالعہ میں نوعمر حضرات بائبل کو قارون کا خزانہ سمجھتے ہیں اور ناجائز طور پر اس کو قرآن پر ترجیح دیتے ہیں (معاذاللہ) لیکن جیسے ہی وہ بائبل کی اصلیت و حقیقت کو سمجھتے ہیں ان کا جوش و جذبہ جھاگ کی طرح بیٹھ جاتا ہے۔ سوچنے کا مقام ہے کہ ہر چوک پر چار آنے آٹھ آنے میں دستیاب بائبل مسلم عوام میں اتنی اہمیت کی حامل کیوں ہو جاتی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلم علماء و قائدین اپنے اس عیار و مکار دشمن سے بے خبر ہیں یا اس کی سازشوں

سے واقف ہوتے ہوئے بھی اس بارے میں بے حس ہیں۔ عوام کو کیا معلوم کہ بائیبل کیا ہے؟ اس کا مواد کیا ہے؟ اس کی تاریخ کیا ہے؟ اور اس کا درجہ کیا ہے؟ ہر آدمی بائیبل کی تاریک تاریخ سے واقف نہیں ہو سکتا۔

مزید برآں مغربی ممالک کی امداد سے چلنے والے مشنری اداروں کے وظیفہ خوار شاطر اور مکار پادریوں کا گروہ ہر وقت دینِ اسلام کے خلاف سازشیں کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و منقبت کو سرِ عام للکارا جاتا ہے جس کی تازہ مثال ایک بدبخت اور دریدہ دہن (آج کے دور کے راجپال اور پاکستان کے سلمان رشدی) پادری برکت۔ اے۔ خان آف سیالکوٹ کی تصنیف "قیامت اور زندگی" ہے۔ اپنی کتاب میں وہ لعین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے کہ:

"کسی تحصیل دار کو سلام کرتے وقت کہیں گے کہ ڈپٹی کمشنر صاحب سلام تو وہ تحصیل دار فوراً سمجھ جائے گا کہ اس سلام کرنے والے شخص نے میرا مذاق اڑایا ہے کیونکہ میں ڈپٹی کمشنر نہیں ہوں۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو اپنے دین کے بارے میں مبالغہ آمیزی کرتے ہیں کہ ہمارے ہادی نبیوں کے سردار ہیں، وہ محبوبِ خدا ہیں، وہ مقصودِ کائنات ہیں، وہ وجہ تخلیق کائنات ہیں، وہ نبیوں کے سرتاج ہیں، وہ روزِ قیامت شفاعت کریں گے، سب نبی ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ مبالغہ کی حد ہو گئی" (صلا)

اس پادری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تصور میں تحصیلدار سے تشبیہ دے کر اپنی گستاخانہ اور گندی ذہنیت کا اظہار کیا ہے۔ یہ صورتِ حال علماء کرام اور دینی جماعتوں و اداروں کی خصوصی ترجیحات کی متقاضی ہے اور یقیناً ہماری دینی و ملی غیرت کے لیے کھلا چیلنج ہے کہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مسلم اکثریت کی موجودگی میں آقائے نامدار فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں بر سرِ عام گستاخی کی جائے اور مسلم نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لیے منظم ادارے سرگرم عمل ہوں علماء کرام سے بصد ادب گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں ورنہ نئی نسل کی گمراہی کی ذمہ داری عند اللہ و عند الناس انہی پر ہو گی۔

بقیہ: قرآن کریم میں تکرارِ قصص کے اسباب

کے بیان کرتے ہیں سو اس کے ساتھ ہم آپ کے دل کو مضبوط کرتے ہیں اور اس میں آپ کو حق بات ملی ہے اور مؤمنوں کے واسطے نصیحت"۔ اس لیے اکثر مقامات پر وقت موجود کے مناسب اسی قدر نقل ہوتا ہے جو تسلی کے لیے کافی ہو اور کچھ نہ کچھ سابقہ ذکر زیادہ مذکور ہوتا ہے۔

سببِ چہارم: یہ ہے کہ گذرے ہوؤں کا حال آنے والوں کے لیے نصیحت قبول کرنے اور عبرت پکڑنے کا وسیلہ ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ پاک اکثر جگہوں میں مسلمانوں کو نصیحت فرماتے ہیں اور منکرین کو عبرت دلاتے ہیں۔ جب مؤمنوں کو کافروں کے ہاتھوں سے اذیت پہنچتی ہے یا جب کوئی گروہ نیا نیا مسلمان ہوتا ہے تو ان قصوں میں سے کسی کا نقل کرنا مناسبِ حال ہوتا ہے تو ان کی نقل ظہور پذیر ہوتی ہے۔

(از ازالۃ الشکوک ج ا ص۱۳۲ تا ص۱۳۴)

مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ
اور
پادری سی۔ جی۔ فنڈر

کے درمیان معرکۃ الآراء مناظرہ کی روداد حافظ محمد عمار خاں ناصر کے قلم سے آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ادارہ)